قادیانیوں کے متعلق گیلانی صاحب کا موقف

(نوٹ)

5 فروری 2019ء کو یوم یکجہتی کشمیر کی مناسبت سے محترم المقام سید علی شاہ گیلانی صاحب مد ظلہ العالی کے پاکستانی عوام کے نام وی ڈیو پیغام میں قادیانیت کی جگہ لفظ احمدی استعمال کرنے پر بعض لوگوں نے شدید رد عمل ظاہر کر کے گیلانی صاحب کو جاہل اور اسی طرح کے دیگر نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ گویا محترم گیلانی صاحب کا موقف قادیانیوں کے تئیں نرم ہے حالانکہ یہ صریحاً جہالت اور ناواقفیت کی دلیل ہے۔ یہاں ہم محترم المقام گیلانی صاحب کے قادیانیوں کے متعلق موقف کی بھرپور واقفیت حاصل کرنے کے لئے وادئ کشمیر کے معروف اسلامی اسکالر، دانشور، صحافی اور مصنف "محترم الطاف حسین ندوی صاحب" کی معرکۃ الآراء کتاب "کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر ، ارتداد اسباب اور علاج "پر محترم المقام سید علی شاہ گیلانی صاحب مد ظلہ العالی" کے تحریر کردہ طویل ترین مقدمہ سے بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ محترم المقام گیلانی صاحب کے قادیانیوں کے متعلق سبقت لسانی کو بنیاد بنا کر ان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے انتشاری عناصر کی جہالت عوام الناس پر بالکل واضح ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارتداد کا آغاز:

محترم سید علی شاہ گیلانی صاحب رقمطراز ہیں "دورِ خلافت کے ابتدائی دور میں مسلمہ کذاب کا اتداد اور پھر زکٰوۃ دینے سے انکار کرنے والوں کا ارتداد خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایمانی جرات، ہمت اور بھرپور اقدامی صلاحیت کے نتیجے میں دب گیا۔ اس لئے ارتداد کے ہر دور میں یاد کیا جائے گا۔[الاِارتدادُ ولا ابابکرؓ] ارتداد کو مٹانے اور قلع قمع کرنے کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا خلیفہ ہونا چاہے، جو اس ارتداد کا موثر توڑ کر سکے۔ آج پوری اُمت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی ضرورت سے ذہناً اور عملاً غافل ہو چکی ہے۔ تفریق دین وسیاست کے گمراہ کُن اور کافرانہ نظریہ نہ صرف اُمتِ مسلمہ بلکہ پوری انسانی برادری کو ظلم وجور، قتل وغارت گری، اخلاقی اور انسانی اقدار کی پامالی اور دستِ زور بالا کے نہ ختم ہونے والی تاریکیوں اور اندھیروں کے حوالہ کر دیا ہے۔ سورہ مائدہ کی آیت جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے میں ارتداد میں مبتلا ہو جانے والوں سے نمٹنے کے لئے جن اوصاف اور اخلاقی خدوخال رکھنے والوں کی تخلیق اور ضرورت کا اعلان کر دیا گیا وہ صفات آج اُمتِ مسلمہ کے ایک ارب 60 کروڑ آبادی میں خال خال دیکھے جاسکتے ہیں۔ اولین صفت کہ وہ اللہ کے محبوب ہوں گے۔ اللہ کو وہی بندے

محبوب ہوتے ہیں جو اُس کی بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُس کے پسندیدہ دین کی سربلندی اور آبیاری کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بند ہوتے ہیں

"اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔(الصف:4)"[1]۔

مسلمان مرتد کیوں ہو جاتا ہے؟

ایک جگہ لکھتے ہیں "زندگی کے کسی شعبے میں اُس کو اسلامی ماحول نصیب نہیں ہوتا ہے اس لئے جب اس کے پاس کوئی عیسائی پادری آتا ہے اور عیسائیت کی طرف ترغیب دیتا ہے تو وہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا ہے۔ کوئی برہمن اور گرو اُس کے پاس آتا ہے اور اُس کو مندر اور گردوارے کی طرف بلاتا ہے تو وہ لپک کر اُس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اس لئے کہ اُس کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام ایسا نظام اور ضابطہ حیات ہے جو میری دنیا بھی اور آخرت کی زندگی بھی کامیاب بناتا ہے اور ابدی فلاح سے ہم کنار کرتا ہے۔ آج کا مسلمان مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے، رمضان المبارک میں روزہ بھی رکھتا ہے، مالی استطاعت پر توجّ بیت اللہ کی سعادت سے ہم کنار بھی ہو جاتا ہے۔ وہ قرآنِ شریف کی تلاوت بھی کرتا ہے، لیکن ان عبادات کی جو روح اور مقصد ہے اُس سے وہ نا آشنا ہوا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ اس کے گرد و پیش

---

[1] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر: 13 اور 14

کے ماحول اور حالات پر اُس کی گرفت نہیں ہے۔ اُس کو قرآن اور اسلام بتاتا ہے کہ شراب تیرے لئے حرام ہے، مگر وہ دیکھ رہا ہے کہ اس کے گردوپیش میں شراب کی دُکانیں موجود ہیں اور مسلمان ہی لائسنس حاصل کرکے شراب کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ مسلمان نام کا حاکم اور منسٹر ہی شراب کو عام کرتا ہے اور ببانگ دہل کہتا ہے کہ شراب کو عام کیا جائے۔ قرآن مسلمان کو بتارہا ہے کہ تیری تجارت میں سودخوری حرام ہے، بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے، مگر اُس کے معاشرے اور معاشی میدان میں ہر چہار طرف سودی لین دین کا کاروبار ہے۔ بازار سے ماچس کی ڈبیا لائیں اُس کے لے بھی سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ وہ تہذیب اور کلچر کے نام پر فحاشی، عریانی، بے حیائی، بدکاری اور بے راہ روی کا بازار گرم دیکھ رہا ہے۔ وہ ایک طرف پڑھتا ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے خلاف ہے، مگر اُس کو روکنے اور بند کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ ایسے غیر اسلامی، غیر اخلاقی، غیر دینی، غیر تہذیبی، غیر انسانی، غیر فطری نظام اورSystem کے گھیرے میں آکر آپ اُس کو مرتد اور بے دین بن جانے سے کیسے روک سکتے ہیں۔ ارتداد پر واویلا کرنے والوں کو ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچنا چاہے کہ جب تک اسلام اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی خواہش اور تمنا رکھنے والوں کو تحفظ فراہم نہیں کریں گے۔ محض واویلا کرنے سے ہم اس سیلاب کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوسکتے ہیں۔ ساڑھے سات لاکھ فوجوں کے نرغے میں انسانی اور اخلاقی اقدار کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی ہے اور نہ ہی یہ اُمید رکھی جاسکتی ہے، کہ متنازعہ خطہ کی

آبادی کا اکثریتی طبقہ اپنے دین وایمان اور تہذیب وتمدن کو تحفظ دے سکتا ہے۔ اس لے ے ہماری اولین اور بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہم اس ناجائز اور جبری قبضہ سے نجات حاصل کرنے کی کوششوں میں جُٹ جائیں اور یکسوئی کے ساتھ اس سے نجات حاصل کرنے کے لے ے اپنی اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کی کوشش کریں۔ ارتداد اس صورتحال کی ایک کڑی ہے۔ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ ہمارا سب کچھ داو پر لگا ہوا ہے اور ہمیں من حیث القوم اور ملت تمام مادی مفادات اور مراعات سے بالاتر ہو کر قابض قوتوں کے پنجہ استبداد سے نجات حاصل کرنے کو اولین ترجیح دینا ہو گی۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہمارا مستقبل بہت تاریک ہے اور ہمارے اس پورے خطے میں اُندلُس کی تاریخ دہرائی جائے گی۔ فاعتبروا یا اُولی الابصار[2]!

ارتداد کی بنیادی وجہ:

محترم گیلانی صاحب ارتداد کے بنیادی اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مولانا الطاف حسین ندوی نے "کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر، ارتداد، اسباب اور علاج" کے عنوان کے تحت محنت شاقہ سے جو اوراق سیاہ کئے ہیں، کو انہوں نے سات ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں انہوں نے ارتداد کی ابتدا، اہداف اور نتائج کے عنوان سے براہِ راست ارتداد پر بات کی ہے۔ اس کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ جو قارئین کو ارتداد کے

---

[2] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر: 18 اور 19

حوالہ سے پیدا شدہ صورتحال سے آگاہی بخشیں گے۔ دوسرے باب میں انہوں نے ارتداد کے اسباب پر خامہ فرسائی کی ہے اور اُنہوں نے حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے کہ ہمارے معاشرے کی دین کی حیثیت سے بے خبری اور جہالت ارتداد کی بنیادی وجہ ہے۔ اس کے لئے ہمارے علماء، واعظین، مبلغین، خطیب اور ائمہ مساجد حضرات ذمہ دار گردانے جاسکتے ہیں، جنہوں نے قرآن وسنت کے مطابق لوگوں تک دین پہنچانے کی ذمہ داری پوری نہیں کی ہے۔ دین کامل اور مکمل ہے اس کو تقسیم کرنا کفر ہے۔ جس دین کے بارے میں ربّ کائینات نے خود ہی اعلان کیا ہو:

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔" (المائدہ، 3)[3]

اس کو خانوں میں تقسیم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ تفریقِ دین وسیاست کے گمراہ کُن فلسفہ نے پوری ملّت کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور اس کو زوال، انحطاط واضمحلال ، ادبار، انتشار اور غیر اسلامی نظریات کی غلامی کے دلدل میں دھکیل دیا ہے جس نے مسلمان کی شناخت اور پہچان ختم کر دی ہے اور اس کو نہ صرف ارتداد بلکہ چنگیزیت کا شکار بنا دیا ہے۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو

---

[3] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر: 20

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی !(اقبالؒ)

چنگیزیت کے خونین مناظر ہر چہار طرف بچشم سر دیکھے جاسکتے ہیں۔ ہمارے یہاں بھی صدیوں سے اس بربریت اور چنگیزیت کے مناظر سے تاریخ کے ہزاروں صفحات سیاہ ہوچکے ہیں۔ ذہنی اور عملی ارتداد بھی، اسی کے ثمرات میں فاضل مصنف نے تفصیل کے ساتھ ہماری جہالت اور دینی مزاج اور روحِ دین سے دوری اور ناآشنائی کا رونا رویا ہے۔ کاش ہمارے علماء اور دین اسلام کے نام پر کام کرنے والے اس حقیقتِ ابدی کا ادراک کر کے اپنی سوچ اور فکر میں جوہری تبدیلی لانے کے لئے تیار ہو جاتے تو ہمارے معاشرے میں خوشگوار تبدیلی دیکھنے میں آجاتی۔ آپ اندازہ کرے ہمیں اسلام نے کتنا عظیم اور وسیع تبلیغی نظام دیا ہے۔ ہر جمہ کو لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں لوگ خطاب سُنتے ہیں۔ سال میں عیدین پر بھی کروڑوں کی تعداد میں اسلام کا حیات بخش پیغام سُننے کے مواقع سے فیض یاب ہو جاتے ہیں۔ اگر ان مواقع پر دین کی اصل اور روح لوگوں تک پہنچائی جائے تو پوری ملّت کی بیداری یقینی بن جائے گی اور غیر اسلامی اور لادین نظریات اور نظامِ زندگی سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

اے پیرِ حرم رسم ورہِ خانقہی چھوڑ

مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا(اقبال)[4]

---

[4] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر(ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر:22،23

ارتداد کا علاج اختلاف میں نہیں اتحاد میں ہے:

وقت کے تقاضوں کے مطابق اولین ترجیح تعلیم اور اشاعت دین کو دی گئی ہے۔ فی الحقیقت یہی ہماری ساری بیماریوں اور کمزوریوں کا علاج ہے کہ سرچشمہ ہدایت سے براہِ راست رہنمائی حاصل کریں۔ ہمارے معاشرے میں تعلیم حاصل کرنے کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے، مگر اس تعلیم کا مقصد اور محور صرف روزگار اور معاش ہے۔ اس سے کسی حال میں صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مگر اولین مرحلے پر ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، پروفیسر اور معاشی وسیاسی ماہرین بن جانے سے نہیں روکتا ہے۔ مگر مسلمان ڈاکٹر اور انجینئر کو سب سے پہلے اپنے دین اور ایمان کو سمجھنا چاہیے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عربی زبان تک اگر براہِ راست رسائی نہ ہو۔ آج کے دور میں قرآن پاک اور دینی کُتب دوسری زبانوں خاص کر انگریزی اور اردو زبان میں دستیاب ہیں۔ ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ بستی بستی اور قریہ قریہ تعلیمی ادارے قائم کئے جانے چاہیں، جن میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مروجہ تعلیم اور جدید تقاضے بھی پیشِ نظر رکھے جانے چاہیں۔ ارتداد اور دوسری کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے حسّاس قیادت کی ضرورت کا بھی اظہار کیا گیا ہے۔ قوموں کے ارتقا اور تمکن کیلئے صحیح اور باشعور قیادت اولین زینہ ہے۔ مگر ہماری حرماں نصیبی کہ ہمیں صحیح اور دین پسند قیادت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ اُس کو آگے نہیں

بڑھنے دیا گیا۔ اس کے تلخ اور زہریلے اثرات اور نتائج ہم بھگت رہے ہیں۔ معاشی بدحالی کو دُور کرنے خاص طور بیواؤں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کیلئے ہر محلہ اور بستی میں بیت المال قائم کئے جائیں۔ جن کا نظم اور کنٹرول خدا پرست، آخرت پسند اور انسان دوست افراد کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے۔ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں جو ذہن اور عملی لحاظ سے مادہ پرست اور فکری انتشار کا شکار ہو چکے ہیں اور لادین سیاست کے علمبرداروں کا آلہ کار بن چکے ہیں۔ جدید تعلیمی ادارے اور طبی مراکز کا قیام بھی معاشرے کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس سے کسی حال میں بے نیاز نہیں رہا جاسکتا ہے۔ اس باب میں مصنف، اسلامی نظام کا قیام، جو حقیقی معنیٰ میں آج انسانی سماج کی اہم ترین ضرورت ہے کے لیے یکسوئی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت کا احساس دلاتے ہیں۔ اس بارے میں مجموعی طور غفلت اور لاپرواہی کا ارتکاب کیا جارہا ہے۔ مصنف نے ایمان اور اسلام کو مُقدم رکھا جانا، باہمی اختلافات، رسہ کسی اور سر پٹھول سے بھی نجات حاصل کرنے کی ضرورت پر بجاطور توجہ مبذول کی ہے۔ فقہی، مسلکی اختلافات پر زور دینا اور مسلک کو ہی دین سمجھنا اور اسلام کے کامل نظام کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ عمل ہے۔ چنانچہ سورہ الانفال میں فرمایا: ترجمہ "اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس

میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"[5]

مرتد کی سزا:

ارتداد کے متعلق اپنے موقف کی وضاحت محترم گیلانی نے اسی مقدمہ میں ان الفاظ میں کرتے ہیں "الطاف حسین ندوی نے ارتداد کے بارے میں شرعی حدود پر بات کی ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اسلام قبول کرنے کے لے کسی کو جبر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ جو شعور کی بیداری کے ساتھ اسلام قبول کرے اس کو مرتد ہو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ متفق علیہ فیصلہ ہے کہ مُرتد کی سزا قتل ہے۔ پانچویں باب میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ اُن ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور اُن کو ملک میں کسی شعبے میں بھی وہ اختیارات حاصل نہیں ہیں جو ان کو اپنے دین اور ایمان کو محفوظ رکھنے کی ضمانت فراہم کر سکے۔ ایسے ممالک اور ایسی صورتحال میں مسلمانوں کو بہت زیادہ محتاط اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو جان لینا چاہے کہ ہمارے لے دین اور ایمان سب سے اہم اور قیمتی سرمایہ ہے اس کی حفاظت اپنی جان اور مال سے زیادہ فکر مندی اور توجہ کے ساتھ ہم پر لازم ہے۔ مادیت کے اس دور میں مسلمانوں کو پیٹ کا

---

[5] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر: 24،25

بندہ بنائے جانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان کوششوں سے باخبر رہتے ہوئے ایک طرف قُوتِ لایموت کی تلاش ہو مگر دوسری طرف انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے دین کے تحفظ کی فکر کی جائے جس پر ہماری آخرت کی زندگی میں فلاح کا دارومدار اور انحصار ہے۔ مادی مفادات ہم کو دنیا کی ضرورتوں اور سہولتوں کا کچھ نہ کچھ حصہ دے سکتی ہیں، مگر ہماری ابدی اور اُخروی زندگی میں مادی مفادات کے پیچھے دوڑنے سے گھاٹا اور خسران ہو گا اور یہ ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ اسلام کے ساتھ وابستہ رہنے کے لے خاص طور اپنی نئ نسل اور پود کو اسلام کے ساتھ وابستہ رکھنے کے لےے قرآن اور سنت مطہرہ ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ جگہ جگہ قرآنی درس گاہیں کھولنا، جہاں ترجمہ کے ساتھ قرآن پڑھنے کا اہتمام ہو۔ آسان اور عام فہم زبان میں سیرت کی کتابیں پڑھانے کا انتظام ہو۔ اس کے لے اردو زبان کو فروغ دینا بنیادی ضرورت ہے۔ اسکولوں اور کالجوں میں اگر اردوزبان پڑھانے کا انتظام نہ ہو تو گھروں میں اردو سکھانا، پڑھانا، بولنا اور لکھنا لازم بنایا جائے۔ والدین کو سوچنا چاہے کہ ہم بچوں کے کھانے، پینے، لباس، بیمار ہو جائیں تو علاج معالجہ کی فکر اور مروجہ تعلیم دینے کیلئے صاحب ثروت لوگوں کی بات نہیں، عام لوگ بھی خون پسینہ کی کمائی سے بچوں اور بچیوں کو پڑھاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ نئ نسل اور پود دین سے آگاہی حاصل کرے۔ انہی ذرائع سے ہم مسلمانوں کو ارتداد اور کفروشرک کا شکار ہونے سے بچاسکتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس بارے میں بجا طور پر بڑی فکر مندی کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے بھی اس کتاب میں بڑی کارآمد تجاویز پیش کی ہیں۔ اُن پر عمل

کرنے کی ضرورت ہے۔ محض پڑھنے اور سُننے سے ہی، بچاو نہیں ہو سکتا ہے، جب تک ہم عملی اقدامات نہیں کریں گے۔ غریبوں، محتاجوں کے لیے بیت المال کے قیام سے زیادہ کوئی کارگر نسخہ نہیں ہے۔ ہر بستی اور ہر محلے میں اس کا قیام ہو۔ دیانتدار ہاتھوں میں اس کا اہتمام وانصرام ہو۔ تو مقامی طور ضرورت مندوں تک مالی مدد پہنچ سکتی ہے[6]۔

مسلمانوں کی کمزور

قادیانی غیر مسلم ہیں:

ایک اور جگہ پوری صراحت کے ساتھ یوں رقمطراز ہیں " قادیانیوں کے بارے میں اُمت مسلمہ کے سوادِ عظم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی غیر مسلم (یعنی کافر) ہیں۔ اس لے کہ وہ ختمِ نبوت کے بنیادی عقائد کے خلاف مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کتنے بھی بڑے عالم اور علامہ ہوں، لیکن اُمت مسلمہ کے لے اُن کا یہ علمی تبحرُ کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کو چلینج کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے اسلام اور اُمت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو "مسلمان" کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں اور نئی نبوت کا پرچار کرکے پوری اُمت کو دولخت

---

[6] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر: 26 تا 28

کرنے کے درپے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ امت مسلمہ کے سوادِ اعظم کو العیاذ باللہ کافروں کی حیثیت سے خطاب کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب تک مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا جاتا، کوئی مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔ اُمت میں یہ فتنہ بہت عظیم اور زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لے اس فتنے سے اس طرح بچنے کی کوشش کرنی چاہے جس طرح زندگی کے لے زہرِ ہلاہل سے بچنا لازمی ہے [7]۔

قادیانیوں کے سرپرست:

پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اس فرقہ سے وابستہ لوگ ہر اُس ملک اور سایہ اقتدار میں پالے پوسے جاتے ہیں جو لادین سیاست کے علمبردار ہوتے ہیں اور جو مسلم معاشرہ میں انتشار فکر و عمل کے درپے ہیں۔ جو ملّت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو اسلام کی حقیقی اور اصلی بنیادوں کو مسمار کرنا چاہتے ہیں۔ مغربی دنیا ہو، اسرائیل ہو، امریکہ ہو، بھارت ہو اور اس قبیل کے دوسرے ممالک اس فرقہ کو مالی اور سیاسی مدد فراہم کرتے ہیں۔ جن مسلم اکثریتی ممالک میں یہ لوگ سکونت رکھتے ہیں، وہاں کے حکمرانوں، سیاسی قیادت اور عوام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس فرقہ سے وابستہ لوگوں کو اقلیت کا درجہ دیکر اُن کو وہی حقوق دیدئے جائیں جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ان کو حاصل ہیں۔ قادیانی ہونے کی بنیاد پر ان کو قتل کرنا یا اذیتوں

---

[7] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر:30

کا نشانہ بنانا، اُن کو بنیادی حقوق سے محروم رکھنا، کسی طرح بھی مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا ہے۔ اسلام نے ذمیوں اور اقلیتوں کو جو حقوق دئے ہیں، اگر مسلم اکثریتی ممالک میں اُن حقوق کی بھرپور پاسداری کی جائے تو اسلام کی اصلی اور حقیقی تصویر سامنے آجائے گی اور پوری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام دنیا کے سارے ازموں اور ضابطہ حیات کے مقابلے میں سب سے زیادہModerate اور معتدل نظام کا علمبردار ہے۔ مگر انتہائی دُکھ اور قلق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ کسی بھی مسلم اکثریتی ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کی عکاسی نہیں ہو رہی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی لئے اسلام کی زبان سے فریاد کی ہے:

من از بے گانگاں ہر گز نہ نالم

کہ با من آنچہ کرد، آں آشنا کرد!

مجھے غیروں کی شکایت نہیں ہے۔ میرے ساتھ جو ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے وہ میرے جاننے اور ماننے والے کرتے ہیں۔

ایک دوسرے شعر میں علامہ مرحومؒ فرماتے ہیں:

گلہ جفائے وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے

کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری!

"ظلم واستبداد کی شکایت جو حرم یعنی اسلام کو دعوائے وفا کرنے والوں سے ہے۔ اگر میں کسی بتکدے میں بتوں کے سامنے بیان کروں، تو بُت بھی پکار اٹھیں گے۔ توبہ!، توبہ!" پوری مسلم دنیا پر نظر ڈالے، عملی صورتحال یہی ہے[8]۔

تحریک آزادی اور ارتداد:

اسی مناسبت سے یوں لکھتے ہیں "تحریک آزادی اور ارتداد" پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ مصنف کا یہ عندیہ بالکل صحیح ہے کہ اس بحث میں نہ اُلجھا جائے کہ پہلے آزادی اور پھر ارتداد کی روک تھام۔ جدوجہدِ آزادی کے لئے سرمایہ پوری قوم اور خاص طور جوانانِ ملّت ہیں۔ دوران جدوجہد ہی اس سرمایہ کو شراب، منشیات، اخلاقی بے راہ روی اور ارتداد کا شکار بنایا جائے تو آپ کس برتے پر جدوجہد کو جاری رکھ سکیں گے۔ دوران جدوجہد میں سرمایہ کی حفاظت لازمی ہے۔ ہم کو فوجی تسلط اور جبری قبضہ کا شکار بنانے والے اس سرمایہ کے پیچھے لگے ہیں۔ وہ اپنے تمام ذرائع اور وسائل اس سرمایہ کو لوٹنے کے درپے ہیں۔ کہیں روزگار کے بہانے اور کہیں کلچر کے نام پر اس کے جسم سے روحِ آزادی اور قوت ایمان زیر کر رہے ہیں۔ اس لے اس کی حفاظت جدوجہد آزادی تا حصولِ مقصد تک از بس ضروری ہے۔

---

[8] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر:30تا32

علماء اور تحریک آزادی:

محترم گیلانی صاحب اسی مقدمہ میں لکھتے ہیں "فاضل مصنف نے علماء اور تحریکِ آزادی کے موضوع پر بھی اپنی رائے اور اپنے عینی مشاہدات کا تذکرہ کیا۔ عسکریت کے دور میں چند علماء کو نشانہ بنایا گیا جس کا قلق اور دُکھ ہم سب محسوس کرتے ہیں۔ اس دور میں سب کچھ ٹھیک نہیں رہا ہے۔ میں نے خود بھی اُن کوتاہیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے جن کی وجہ سے جدوجہدِ آزادی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اس کے باوصف علماء دین، ائمہ مساجد، خطیب حضرات کو اپنی منصبی ذمہ داریاں انجام دینے میں تغافل اور غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ ہمارے یہاں دینی حِس اور فکر رکھنے والے حضرات بھی شعوری یا غیر شعوری طور تفریق دین وسیاست کا گمراہ کُن نظریہ قبول کر چکے ہیں۔ اس لے اُن کے خطابات، مقالات اور مذاکرات میں روحِ دین کی بہت کم نمائندگی اور ترجمانی ہوتی ہے۔ جہاں تک مساجد کے ائمہ حضرات کا تعلق ہے اکثر و بیشتر مساجد میں ریاست کے باہر کے لوگ ان مناصب پر فائز ہیں۔ وہ جموں کشمیر کے سیاسی پسِ منظر سے ناواقف ہیں۔ اس لے وہ بھولے سے بھی یہاں کی متنازعہ صورتحال اور فوجی قبضہ پر بات نہیں کرتے ہیں۔ جہاں تک دارلعلوم کے اساتذہ اور طلباء کا تعلق ہے، بھارت کی حکومت کی طرف سے ذمہ دارانہ انداز میں اُن کی مالی مدد کرنے کا جو انکشاف ہوا ہے اس نے ایک طرف دین پسند طبقہ کو حیران وششدر بنادیا ہے۔ دوسری طرف ان اداروں کو مشکوک بھی بنادیا ہے۔

لہٰذا ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ جبری قبضہ اور پھر فوج، پولیس اور انتظامیہ کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف بات کریں گے، خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ اس صورتحال کے باوصف علماء ربانی سے توقع ہے کہ وہ کتمانِ حق کے بجائے احقاقِ حق کا منصبی فریضہ انجام دیکر دنیوی واُخروی سعادتوں سے بہرہ ور ہو جائیں[9]۔

---

[9] کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج) صفحہ نمبر: 34،35

مرجع و ماٰخذ

کشمیر عیسائی مشنریز کے نشانے پر (ارتداد، اسباب اور علاج)

مصنف: الطاف حسین ندوی

سال اشاعت: 2012ء

ناشر: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فاونڈیشن (کشمیر)